سلسلہ نمبر۲۵ قسط : ۱

"الحامد ٹرسٹ" نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

واقعۂ شہادت ذی النورین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

مسئلہ قصاص اور نعرۂ قصاص

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

جب یہ عظیم ترین حادثہ جو نہایت ہی برا تھا وقوع پذیر ہوا تو لوگوں کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ انہوں نے اِسے نہایت بڑا حادثہ قرار دیا اور اُن جاہل خارجیوں کی اکثریت کو ندامت ہونی شروع ہوئی کہ ہم نے کیا کر ڈالا ہے۔ اِن کی مثال قرآن پاک میں ذکر کردہ پہلی اُمتوں میں اُس اُمت جیسی ہوئی جس نے گئو سالہ کی پوجا شروع کر دی تھی۔ باری تعالیٰ کے اِس ارشاد میں ذکر ہے :

وَلَمَّا سُقِطَ فِیْٓ اَیْدِیْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ یَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَیَغْفِرْلَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ o (سورۂ اعراف آیت نمبر ۱۴۹)

"اور جب پچھتائے اور سمجھے کہ ہم بیشک گمراہ ہو گئے تو کہنے لگے اگر نہ رحم کرے ہم پر ہمارا رب اور نہ بخشے ہم کو تو بیشک ہم تباہ ہوں گے۔"

حضرت زبیرؓ کو اطلاع ملی۔ وہ مدینہ سے باہر تھے۔ اُنہوں نے کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ. پھر اللہ تعالیٰ سے حضرت عثمانؓ کے لیے دُعاءِ رحمت کرتے رہے۔ انہیں یہ بھی اطلاع پہنچی کہ جن لوگوں نے انہیں شہید کیا ہے وہ نادم ہیں۔ فرمایا تَبًّا لَّهُمْ اُن کا ناس ہو اور یہ آیت پڑھی : مَا یَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَیْحَةً

وَّاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ o فَلَايَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآاِلٰى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ o ''یہ تو راہ دیکھتے ہیں ایک چنگھاڑ کی جو اُن کو آ پکڑے گی جب آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے پھر نہ کر سکیں گے کہ کچھ کہہ ہی مریں اور نہ اپنے گھر کو پھر کر جا سکیں۔''

حضرت علیؓ نے یہ خبر سنی تو حضرت عثمانؓ کے لیے دُعاءِ رحمت باری کرتے رہے۔ انہیں خبر ملی کہ جنہوں نے شہید کیا ہے وہ نادم ہیں تو اُنہوں نے یہ آیت پڑھی : كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِئٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ o ''جیسے قصہ شیطان کا جب کہے انسان کو تو منکر ہو پھر وہ منکر ہو گیا کہے میں الگ ہوں تجھ سے، میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو رب ہے سارے جہان کا۔''

حضرت سعدؓ کو اطلاع ملی تو اُنہوں نے حضرت عثمانؓ کے لیے دُعاءِ رحمت و مغفرت کی۔ جن لوگوں نے انہیں شہید کیا تھا، اُن کے بارے میں یہ آیت پڑھی : قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا o اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا o ''تو کہہ ہم بتائیں تم کو کن کا کیا ہوا گیا بہت اکارت، وہ لوگ جن کی کوشش بھٹکتی رہی دُنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتے رہے کہ خوب بناتے ہیں کام۔''

پھر اُنہوں نے قاتلین کو بددُعاء دی کہ خداوندا اِنہیں اور ندامت دِکھا (خوب پچھتائیں) اِن کی گرفت فرما۔ اَللّٰهُمَّ اَنْدِمْهُمْ وَخُذْهُمْ .

اَسلاف میں کچھ حضرات نے خدا کی قسم کھا کر بیان کیا ہے کہ اُن میں سے ہر ہر آدمی قتل ہی ہوا ہے۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ایسے ہونا چاہیے بھی تھا۔ اور اسباب کے علاوہ اس لیے بھی کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ مستجاب الدُّعاء تھے جیسا کہ حدیثِ صحیح میں آیا ہے۔ حضرت سعید بن زیدؓ نے فرمایا یہ جو تم نے حضرت عثمانؓ کے ساتھ معاملہ کیا ہے یہ ایسا گناہ ہے کہ اس پر اگر اُحد پہاڑ پھٹ پڑے تو یہ درست ہو (ابن ابی شیبہ ص ۹۸۸ ج ۴)

ابوالعالیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کی لاش مبارک کے پاس پہنچے تو اُن کے اُوپر لیٹے رہے اور روتے رہے حَتّٰى ظَنُّوْا اَنَّهٗ سَيَلْحَقُ بِهٖ حتی کہ لوگوں کو خیال ہوا کہ یہ کہیں وفات نہ پا جائیں۔ منظور بن سیار الفزاری کی اہلیہ بیان کرتی ہیں ہم حج کے لیے گئے تھے، ہمیں شہادت عثمانؓ کی خبر نہ تھی۔ جب ہم ''مرج'' مقام پر تھے تو رات کے وقت ایک شخص یہ شعر گاتا ہوا جارہا تھا ؎

اَلَا اِنَّ خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ ثَلٰثَةٍ قَتِيْلُ التَّجِيْبِى الَّذِىْ جَآءَ مِنْ مِّصْرَ

تینوں حضرات کے بعد سب سے بہتر وہ شخص تھا جسے تجیبی نے جو مصر سے آیا تھا قتل کیا

جب حج سے لوگ آئے تو دیکھا کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیے گئے اور لوگوں نے حضرت علیؓ سے بیعت کر لی۔(البدایہ ص ۱۹۰ ج ۷)

اِسی روایت میں ہے کہ قاتل کنانۃ بن بشر بن عتاب التجیبی تھا۔(البدایہ والنہایہ ص۱۸۹ ج ۷)

سب سے پہلے جو شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اُسے "اَلْمَوْتُ الْاَسْوَدُ" (سیاہ موت) کہا جاتا تھا۔ اُس نے آپ کا گلا گھونٹا جس سے آپ پر غشی کی کیفیت ہوگئی، سانس حلق میں اَٹکنے لگا، وہ چھوڑ کر چلا گیا۔ وہ یہ سمجھا کہ اُس نے انہیں شہید کر دیا ہے۔ محمد بن ابی بکر آیا اُس نے آپ کی ریش مبارک پکڑی (آپ نے اُسے غیرت دلائی) وہ نادم ہو کر باہر نکل گیا۔ پھر ایک اور شخص آیا اُس کے ہاتھ میں تلوار تھی، اُس نے تلوار سے آپ پر وار کیا، آپ نے ہاتھ سے وَار روکا، ہاتھ کٹ گیا۔ کچھ بیان کرنے والے کہتے ہیں کہ ہاتھ بالکل الگ ہو گیا، کچھ کہتے ہیں کہ کٹ گیا الگ نہیں ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ وہ ہاتھ ہے جس نے سب سے پہلے قرآن پاک کی مفصل سورتیں لکھیں۔ آپ کے خون کا سب سے پہلا قطرہ اِس آیت پر گرا فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ "سو اب کافی ہے تیری طرف سے اُن کو اللہ اور وہی ہے سننے اور جاننے والا۔"

پھر ایک اور شخص تلوار ہلاتا ہوا آیا، (آپ کی زوجہ) حضرت نائلہ بنت الفرافصہ روکنے کے لیے آگے بڑھیں، اُس کی تلوار پکڑ لی، اُس نے اِن کے ہاتھ میں سے تلوار اِس طرح کھینچی کہ اِن کی اُنگلیاں کاٹ دیں۔ پھر آگے بڑھ کر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بطنِ مبارک پر (جو ہاتھ کٹ جانے کی وجہ سے کمزوری سے لیٹ گئے ہوں گے) تلوار رکھی اور اپنا پورا بوجھ اُس پر ڈال دیا۔

اس واقعہ کی دوسری روایت اس طرح ہے کہ محمد بن ابی بکر کے جانے کے بعد غافقی بن حرب آگے بڑھا۔ اِس کے ہاتھ میں لوہے کی چیز تھی، وہ آپ کے دہن مبارک پر ماری، آپ کے سامنے جو قرآن پاک تھا اُس پر پاؤں مارا جس سے مصحفِ عثمانی گھوم گیا وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ (مگر گھوم کر صحیح طرح) آپ کے سامنے ٹھہر گیا اور اِس پر (دہن مبارک) کا خون بہنے لگا۔

پھر سودان بن حُمران تلوار لیکر آگے بڑھا۔ حضرت نائلہ آڑے آئیں، اُس نے اِن کی اُنگلیاں کاٹ دیں، وہ مڑ کر پیچھے ہٹیں تو اُس (خبیث) نے اِن کے سرین پر ہاتھ مارا اور بکواس کی۔ اس نے حضرت عثمانؓ پر وار کر کے اُنہیں شہید کر دیا۔ اتنے میں حضرت عثمانؓ کا ایک غلام آیا، اس نے سودان پر حملہ کیا اور اُسے قتل (کر کے جہنم رسید) کیا۔ اُس غلام پر اِن باغیوں میں سے ایک شخص جس کا نام ''قترہ'' تھا، حملہ کر کے شہید کر دیا۔ جب یہ لوگ گھر کے صحن تک پہنچے تو سیدنا عثمانؓ کے ایک اور غلام نے قترہ پر حملہ کر کے اِسے مار دیا۔

ان لوگوں کے جو چیز ہاتھ لگی وہ بھی لُوٹنے لگے، ایک شخص جسے کلثوم التجیبی کہا جاتا تھا اُس نے حضرت نائلہ کی (جو زخمی حالت میں تھیں) چادر چھینی، اِسے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایک غلام نے مار ڈالا، اور یہ غلام بھی شہید کر دیا گیا۔ (البدایہ ص ۱۸۸۔۱۸۹ ج ۷)

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جنازہ گھر سے نکالا گیا، اُس کے بعد اِن دونوں کا جنازہ بھی نکالا گیا جو گھر میں شہید کیے گئے تھے، ان کے نام صبیح اور نجیح تھا، انہیں بھی حضرت عثمانؓ کے پہلو میں ''حش کوکب'' ہی میں دفن کیا گیا۔ (البدایہ ص ۱۹۱)

ایک مصری شخص آیا، یہ ''کِندِی'' تھا، اُس کا لقب حمار (گدھا) تھا، کنیت ابورومان تھی۔ قتادہ نے بتلایا کہ اُس کا نام رومان تھا اور حضرات نے کہا ہے کَانَ اَزْرَقَ نیلگوں آنکھوں والا اَشْقَرَ سرخ سپید یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا نام سودان بن رومان تھا اور وہ مرادی تھا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں :

كَانَ اسْمُ الَّذِىْ قَتَلَ عُثْمَانَ اَسْوَدُ بْنُ حُمْرَانَ . (البدايه ص ١٨٥)

''جس شخص نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا اُس کا نام اسود بن حمران تھا''۔

ابن عون کہتے ہیں کہ آپکی پیشانی اور سر مبارک کے اگلے حصہ پر لوہے کے نوک دار سریہ سے کنانہ بن بشر نے حملہ کیا تھا، آپ اِسکے بعد پہلو پر گر گئے، پھر اَسود بن حمران المرادی نے شہید کر دیا۔ (البدایہ ص ۱۸۵)

ابن خلدون کا بیان ہے :

وَانْتَدَبَ رَجُلٌ فَدَخَلَ عَلٰى عُثْمَانَ فِى الْبَيْتِ فَحَاوَرَهٗ فِى الْخَلْعِ فَاَبٰى فَخَرَجَ وَدَخَلَ اٰخَرُ ثُمَّ اٰخَرُ كُلُّهُمْ يَعِظُهٗ فَيَخْرُجُ وَيُفَارِقُ الْقَوْمَ وَجَآءَ ابْنُ

سَلَامٍ فَوَعَظَھُمْ فَھَمُّوْا بِقَتْلِہٖ .وَدَخَلَ عَلَیْہِ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ فَحَاوَرَہٗ طَوِیْلًا بِمَالَاحَاجَۃَ اِلٰی ذِکْرِہٖ ثُمَّ اسْتَحْیٰی وَخَرَجَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَیْہِ السُّفَھَآءُ فَضَرَبَہٗ اَحَدُھُمْ وَاَکَبَّتْ عَلَیْہِ نَائِلَۃُ امْرَأَتُہٗ تَتَّقِی الضَّرْبَ بِیَدِھَا فَنَفَحَھَا اَحَدُھُمْ بِالسَّیْفِ فِیْ اَصَابِعِھَا ثُمَّ قَتَلُوْہُ وَسَالَ دَمُہٗ عَلَی الْمُصْحَفِ وَجَآءَ غِلْمَانُہٗ فَقَتَلُوْا بَعْضَ اُولٰئِکَ الْقَاتِلِیْنَ وَقَتَلَہٗ اٰخَرُ وَانْتَھَبُوْا مَا فِی الْبَیْتِ وَمَا عَلَی النِّسَآءِ حَتّٰی نَائِلَۃَ وَقَتَلَ الْغِلْمَانُ مِنْھُمْ وَقَتَلُوْا مِنَ الْغِلْمَانِ. ثُمَّ خَرَجُوْا اِلٰی بَیْتِ الْمَالِ فَانْتَھَبُوْہُ وَاَرَادُوْا قَطْعَ رَأْسِہٖ فَمَنَعَھُمُ النِّسَآءُ فَقَالَ ابْنُ عُدَیْسٍ اُتْرُکُوْہُ . وَیُقَالُ اِنَّ الَّذِیْ تَوَلّٰی قَتْلَہٗ کِنَانَۃُ بْنُ بِشْرٍ التَّجِیْبِیُّ وَطَعَنَہٗ عَمْرُو بْنُ الْحُمُقِ طَعَنَاتٍ وَجَآءَ عُمَیْرُ بْنُ ضَابِیءٍ وَکَانَ اَبُوْہُ مَاتَ فِیْ سِجْنِہٖ فَوَثَبَ عَلَیْہِ حَتّٰی کَسَّرَ ضِلْعًا مِّنْ اَضْلَاعِہٖ.(ابن خلدون ص ۱۵۰ ج۲)

ایک آدمی آیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس کمرہ میں پہنچا۔ خلافت سے دستبرداری کے لیے گفتگو کرتا رہا۔ آپؓ نے انکار فرمادیا۔ وہ چلا گیا اور دوسرا آ گیا پھر اور ایک آ گیا سب کو آپ وعظ فرماتے رہے۔ اِن میں سے ہر ایک باہر جا کر اپنے ساتھیوں سے الگ ہوتا گیا۔ حضرت عبداللہ بن سلام آئے اُنہیں (باغیوں کو) نصیحت فرمائی۔ یہ لوگ انہیں قتل کرنے پر تل گئے۔ محمد بن ابی بکر آیا، اُس نے بہت لمبی گفتگو کی جس کے ذکر کی ضرورت نہیں۔ پھر وہ شرمایا اور باہر نکل گیا۔ پھر بڑے ہی ذلیل لوگ اندر آ گئے، اُن میں سے ایک نے آپ پر وار کیا، آپ کی اہلیہ حضرت نائلہؓ نے حضرت عثمانؓ کو ڈھانپ لیا اپنے ہاتھ سے بچاتی رہیں۔ ایک شخص نے اِن کی اُنگلیوں پر تلوار ماری، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا، ان کا خون مصحف پر بہنے لگا، آپ کے غلام (دوڑے آئے) ان قاتلوں میں سے چند کو مار ڈالا۔ اس غلام کو دوسرے نے شہید کر دیا۔ جو کچھ گھر میں تھا اور جو عورتوں کے پاس تھا حتی کہ جو (زخمی) نائلہؓ کے پاس تھا لُوٹا (پھر) ان میں سے (بھی) کچھ کو حضرت عثمانؓ کے غلاموں نے قتل کر ڈالا اور اُنہوں نے غلاموں کو شہید کر دیا۔ پھر بیت المال کا

رُخ کیا وہ لُوٹا۔ اِن ظالموں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا سر مبارک کاٹنا چاہا۔ عورتیں روکنے لگیں، ابن عُدَیس نے کہا، انہیں چھوڑو۔ اور کہا جاتا ہے کہ جس شخص نے شہید کیا (اس کا نام) کنانۃ بن بشر التجیبی تھا اور عمرو بن الحمق نے متعدد دفعہ نیزے مارے۔ عمیر بن ضابئ آیا، اس کے باپ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جیل میں انتقال ہو گیا تھا۔ وہ آپ کے اُوپر کھڑے ہو کر کودا، حتی کہ آپ کی ایک پسلی توڑ دی۔ (العیاذ باللّٰہ)

یہاں ابن عُدَیس رضی اللہ عنہ کا نام بھی آیا ہے، یہ اصحاب بیعت رضوان میں ہیں۔ اور عمرو بن حمق بھی صحابی ہیں۔ صَحَابِیٌّ سَکَنَ الْکُوْفَةَ ثُمَّ مِصْرَ قُتِلَ فِیْ خِلَافَةِ مُعَاوِیَةَ. (تقریب التھذیب) صحابی ہیں، کوفہ میں رہے پھر مصر میں رہے حضرت معاویہؓ کے دَورِ خلافت میں قتل کر دیئے گئے۔

کوئی بھی صحابی شہید کرنے میں شریک نہ تھا، بعد میں یا فوراً بعد ہی جبکہ اتنا عظیم حادثہ ہوا ہو جس نے بھی سنا ہو گا پہنچا ہو گا۔

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے سہم بن خنش ازدی کو دوبارہ ''دیر سمعان'' کا حاکم بنایا تو اُنہوں نے ان سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حال معلوم کیا۔ کیونکہ دارِ عثمانؓ میں وقتِ وقوع موجود تھے۔ ابن عساکرؒ نے یہ واقعہ بالتفصیل لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے :

''وفد سبائیہ'' جو مصر کا وفد تھا حضرت عثمانؓ کے پاس آئے، اُنہوں نے اِن کی باتیں مان لیں، انہیں خوش کر دیا، وہ واپس روانہ ہو گئے (لیکن وہ) پھر مدینہ شریف واپس آ گئے۔ جس وقت یہ لوگ واپس آئے ہیں تو حضرت عثمانؓ صبح یا ظہر کی نماز کے لیے گھر سے باہر تشریف لائے تو اُن لوگوں نے آپ پر کنکریاں جوتے اور موزے پھینکے، آپ گھر واپس تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ ابوہریرہ حضرت زبیر اُن کے صاحبزادے عبداللہ، حضرت طلحہ (رضی اللہ عنہم) مروان اور مغیرۃ بن الاخنس اور دیگر حضرات ساتھ ہو لیے۔ مصریوں کے اس وفد نے آپ کے مکان کا گھیراڈال لیا۔ حضرت عثمانؓ نے لوگوں سے مشورہ کیا تو عبداللہ بن زبیرؓ نے عرض کیا اے امیر المؤمنین میں تین باتیں عرض کرتا ہوں، ان میں سے کوئی ایک اختیار کر لیجئے۔ یا تو آپ عمرہ کا احرام باندھ لیجئے تو اُن پر ہمارے خون حرام ہو جائیں گے یا ہم آپ کے ساتھ سوار ہو کر شام چلے چلیں یا ہم ان کے مقابلہ میں نکل کر تلوار چلائیں حتی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور اُن کے درمیان فیصلہ فرما دے کیونکہ ہم حق پر ہیں

اور وہ باطل پر۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تم نے عمرہ کے احرام کا جو مشورہ دیا ہے اس کے بعد ہمارے خون اُن پر حرام ہو جائیں گے۔ تو وہ ہمیں اب اور احرام کی حالت میں اور احرام کھولنے کے بعد ہر حال میں گمراہ سمجھ رہے ہیں۔

اور شام جانے کا جو مشورہ دیا ہے تو مجھے شرم آتی ہے کہ میں اِن لوگوں سے ڈر کر نکلوں (پھر) مجھے اہل شام ایسی نظروں سے دیکھیں اور کافر دشمن تک یہ بات پہنچے۔

تیسری بات یہ کہ ہم اِن سے لڑیں (تو میں یہ بھی نہ کروں گا) مجھے اُمید ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے پاس اس طرح حاضر ہوں گا کہ میری وجہ سے ایک چلُّو (سینگی بھر) بھی خون نہ بہے۔

سہم نے واقعہ ذکر کرتے ہوئے کہا: ایک دن ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز فجر ادا کی۔ جب فارغ ہوئے تو آپ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، آج رات میں نے دیکھا کہ میرے پاس ابوبکر و عمر آئے (رضی اللہ عنہما) انہوں نے مجھ سے کہا کہ عثمان روزہ رکھ لو کیونکہ تمہیں ہمارے پاس روزہ کھولنا ہے۔ میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں (نے روزہ کی نیت کر لی ہے اور) روزہ سے ہوں اور میں ہر اُس شخص کو جو خدا اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو، قسم دیتا ہوں کہ وہ گھر سے اس طرح نکل جائے کہ وہ خود بھی سالم رہے اور دوسرا مدمقابل بھی اُس کے ہاتھ سے سالم رہے۔ ہم نے عرض کیا کہ اگر ہم نکل بھی گئے تو بھی ہم ان سے اپنے بارے میں مطمئن نہ ہوں گے (کہ ہم محفوظ ہیں) تو آپ نے ہمیں اجازت دی کہ ہم مکان کے ایک کمرے میں رہیں، ہمارے ساتھی یکجا رہیں اور ہمارا تحفظ رہے۔

پھر آپ نے مکان کا دروازہ کھول دینے کا حکم دیا، قرآن پاک منگایا اُس پر آپ نے اپنے آپ کو جھکا لیا، اُس وقت آپ کے پاس آپ کے دو بیویاں تھیں، بنت الفرافصہ اور ابنۃ شیبہ اس کے بعد سب سے پہلے جو شخص آیا وہ محمد بن ابی بکر تھا۔ اُس نے آپ کی مبارک ڈاڑھی پکڑی۔ تو آپ نے فرمایا بھتیجے اِسے چھوڑ دے، خدا کی قسم تمہارے والد تو اِس کے لیے اس سے بھی کم پر بے چین و بے تاب ہو جاتے تھے۔ وہ اس جملہ پر شرما کر باہر نکل گیا اور ان لوگوں سے کہا میں نے تمہاری خاطر اِنہیں بدنما کر دیا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ریش مبارک کے جو بال گر گئے تھے وہ اکٹھے کر لیے اور اپنی ایک اہلیہ کو

دیئے پھر رومان بن سودان اندر آیا۔ یہ شخص نیلگوں آنکھوں والا پستہ قد اور چست تھا۔ اس کا شمار مرادیوں میں ہوتا تھا، اس کے پاس لوہے کی نوک دار (یا دھاردار) چیز تھی۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے جا کر کہنے لگا اے نعثل (ایک یہودی کا نام تھا) تو کس مذہب پر ہے۔ آپؓ نے فرمایا میں نعثل نہیں ہوں میں عثمان بن عفان ہوں اور میں وَاَنَا عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ملتِ ابراہیمی پر ہوں باقی سب مذہبوں سے ہٹا ہوا ہوں اور میں مشرک نہیں ہوں۔

وہ کہنے لگا غلط کہتے ہو۔ اِس کے ساتھ ہی اُس نے وہ نوک دار چیز آپ کی بائیں کنپٹی پر ماری جس سے آپ شہید ہوکر گر گئے۔ نائلہ نے انہیں اپنے کپڑوں سے ڈھانپ لیا (کہ اِن کے کپڑے آڑ بن گئے) وہ بھاری بھرکم جسم کی تھیں، پھر انہوں نے اپنے آپ کو حضرت عثمانؓ پر بچانے کے لیے ڈال کر انہیں ڈھانپ لیا۔ پھر جو حصہ جسم کا کھلا رہ گیا تھا اُس پر بنت شیبہ نے اپنے آپ کو ڈال کر ڈھانپ لیا۔ ایک اور مصری شخص ننگی تلوار لے کر آیا، کہنے لگا قسم خدا کی میں اِن کی ناک کاٹوں گا۔ اُس نے اُوپر سے اہلیہ حضرت عثمان کو ہٹانا چاہا لیکن وہ غالب رہیں۔ اس نے اہلیہ محترمہ کے پیچھے سے اُن کی قمیص ہٹائی (کہ کپڑا درمیان سے ہٹ جائے) اسے اہلیہ محترمہ کی کمر نظر آئی جب کسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک اُسے تلوار پہنچتی نظر نہ آئی تو اس نے اِن کے کان اور کندھے کے درمیان سے تلوار گھسائی۔ اُنہوں نے ہاتھ سے تلوار پکڑ لی، اس نے تلوار کو حرکت دی تو اِن کی اُنگلیاں کٹ گئیں۔ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایک غلام اَسود کو آواز دی، اے رباح میرے پاس سے اِس شخص کو ہٹا۔ غلام آگے بڑھا اِس کے پاس پہنچا اور اِسے قتل کر دیا اور وہ لوگ جو کمرے میں تھے نکل آئے وہ اپنے بچاؤ کے لیے لڑنے لگے۔ مغیرہ بن اخنس شہید کر دیئے گئے مروان زخمی ہوا۔ سہم نے (بیان جاری رکھتے ہوئے) بتلایا۔ جب شام ہوئی تو ہم نے کہا کہ اگر ہم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو صبح تک یہاں چھوڑا تو یہ لوگ مثلہ کر دیں (بدنما شکل بنانے کے لیے ناک کان کاٹ ڈالیں گے) اس لیے ہم رات کی تاریکی میں انہیں دفن کرنے کے لیے بقیع فرقد کی طرف لے چلے۔ ہمیں اپنے پیچھے بڑا مجمع نظر آیا۔

ہم ان لوگوں سے ڈرے اور قریب تھے کہ ہم انہیں چھوڑ کر الگ الگ بھاگ جائیں کہ ان میں سے کسی نے آواز دے کر کہا کہ ڈرو مت ٹھہرو ہم اس لیے آئے ہیں کہ تمہارے ساتھ اِن کے جنازہ میں شریک ہوں۔ ابوجیش کہا کرتے تھے کہ یہ خدا کے فرشتے تھے۔ ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دفن کیا۔ پھر ہم رات

ہی رات شام کی طرف بھاگ نکلے۔ جب ہم وادی القریٰ میں پہنچے تو ہمیں لشکر ملا جو حبیب بن مسلمہ کی سرکردگی میں تھا۔ یہ لشکر حضرت عثمانؓ کی مدد کے لیے آرہا تھا۔ ہم نے انہیں ان کی شہادت اور دفن کی اطلاع دی۔ (البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۳۶۷۔۳۶۸)

ان سب واقعات کو دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ : محمد بن ابی بکر کے ساتھ آدمی گھر میں داخل ہوئے۔ (ص ۱۸۴) محمد بن ابی بکر نادم ہوا۔ اُن کو اس جرمِ عظیم سے روکنا چاہا اور گھر سے نکل گیا، یہ لوگ نہ رُکے اور وبالِ آخرت اپنے سر لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

''موت اسود'' کہلانے والا شخص اگر ''سودان'' کے علاوہ کوئی اور ہے تو موت اسود نامی شخص تو گھر سے نکل چکا تھا اور ارتکابِ قتل سودان نے کیا۔ ورنہ یہی ایک شخص ہے جسے مختلف ناموں سے ذکر کیا گیا ہے۔ موت اسود، سودان بن حمران المرادی، اسود بن حمران، ابورومان حماری کندی، (کسی نے اِسے کندی اور کسی نے مرادی کہا ہے) رومان، سودان بن رومان مرادی اور اس کا حلیہ یہ تھا: ازرق، اشقر اور اسے سیدنا عثمانؓ کے غلام صبیح یا نجیح نے گھر سے نکلنے سے پہلے ہی قتل کر دیا تھا۔

تجیبی کلثوم التجیبی مصری ہے، وہ بھی وہیں دار ہی میں صبیح یا نجیح کے ہاتھ سے مارا گیا تھا۔ اس طرح اس قاتل کو بھی خدا نے وہیں قتل کرا دیا۔ ان قاتلین کا بقیہ گروپ ندامت کے بعد اس اندیشہ سے کہ انہیں اہل مدینہ اور ان کے ساتھی جو بعد از وقت ندامت کا اظہار کر رہے تھے کسی بھی وقت مار سکتے ہیں، مدینہ شریف سے چھپ کر بھاگ نکلے۔ رات کو سفر کرتے دن میں چھپ جاتے، لیکن مصر جاتے ہوئے مارے گئے۔ ان کے مارے جانے کا واقعہ محدث جلیل ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے مُصَنَّف میں تحریر فرمایا ہے۔ ابن ابی شیبہ امام بخاری رحمہ اللہ کے اُن اساتذہ میں ہیں جن کی روایات انہوں نے صحیح بخاری میں دی ہیں، وہ فرماتے ہیں :

فَدَخَلَ عَلَيْهِ اَبُوْعَمْرِوبْنُ بُدَيْلِ الْخُزَاعِيُّ وَالتَّجِيْبِيُّ قَالَ فَطَعَنَهُ اَحَدُهُمَا بِمِشْقَصٍ فِيْ اَوْدَاجِهِ وَعَلَاهُ الْاٰخِرُ بِالسَّيْفِ فَقَتَلُوْهُ ثُمَّ انْطَلَقُوْا هَرَبًا يَّسِيْرُوْنَ بِاللَّيْلِ وَ يَكْمَنُوْنَ بِالنَّهَارِ حَتّٰى اَتَوْا بَلَدًا بَيْنَ مِصْرَ وَالشَّامِ . قَالَ فَكَمِنُوْا فِي غَارٍ قَالَ فَجَآءَ نِبْطِيٌّ مِنْ تِلْكَ الْبِلَادِ مَعَهُ حِمَارٌ قَالَ فَدَخَلَ ذُبَابٌ فِيْ مَنْخَرِ الْحِمَارِ قَالَ فَنَفَرَ حَتّٰى دَخَلَ عَلَيْهِمُ الْغَارَ وَطَلَبَهُ صَاحِبُهُ

فَرَاٰهُمْ فَانْطَلَقَ اِلٰی عَامِلٍ مُّعٰوِيَةَ فَاَخْبَرَهٗ بِهِمْ قَالَ فَاَخَذَهُمْ مُعٰوِيَةُ فَضَرَبَ اَعْنَاقَهُمْ . (المصنف لابن ابی شیبه ص ۱۹۷ ج ۴)

''سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس ابوعمرو بن بدیل اور تجیبی پہنچے۔ایک نے ان کے گلے کی رگوں پر بھالا مارا۔اور دوسرا تلوار مار کر چڑھ گیا اور شہید کر دیا پھر یہ بھاگ گئے۔ رات کو سفر کرتے اور دن میں چھپ جاتے حتی کہ یہ ایک شہر پہنچے جو مصر اور شام کے درمیان تھا۔وہاں ایک غار میں چھپ گئے،ایک سرمدی گندم فروش آیا جو اِن ہی شہروں میں سے کہیں کا رہنے والا تھا۔اس کے ساتھ اس کا گدھا تھا،گدھے کی ناک میں کسی طرح مکھی چلی گئی،وہ بدک کر بھاگا حتی کہ اِسی غار میں جا کھڑا ہوا جہاں یہ تھے۔اسے تلاش کرتے کرتے اُس کا مالک بھی وہاں پہنچا،اس نے ان لوگوں کو دیکھا تو آ کر حضرت معاویہؓ کے عامل کو اطلاع کر دی۔اس نے ان لوگوں کو پکڑ کر حضرت معاویہؓ کے پاس پہنچا دیا،انہوں نے انہیں قتل کر دیا۔''

محمد بن ابی بکر کے بارے میں حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں :

وَالصَّحِيْحُ اَنَّ الَّذِیْ فَعَلَ ذٰلِكَ غَيْرُهٗ وَاَنَّهٗ اسْتَحْیٰ وَرَجَعَ حِيْنَ قَالَ لَهٗ عُثْمَانُ لَقَدْ اَخَذْتَ بِلِحْيَةٍ كَانَ اَبُوْكَ يُكْرِمُهَا فَتَنَدَّمَ مِنْ ذٰلِكَ وَغَطّٰی وَجْهَهٗ وَرَجَعَ وَحَاجَزَ دُوْنَهٗ فَلَمْ يُفِدْ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا وَكَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتَابِ مَسْطُوْرًا. (البدایه ص ۱۸۵ ج ۷)

''اور صحیح بات یہ ہے کہ جس شخص نے یہ کام کیا وہ اور تھا اور محمد بن ابی بکر اُس وقت شرمار کر لوٹ گیا جس وقت اُس سے حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ تو نے وہ ڈاڑھی پکڑی ہے جس کا تیرے والد اِکرام کیا کرتے تھے،اس نے اسے برا کام سمجھا،اپنا منہ ڈھانپ کر لوٹا۔سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اُوپر حملہ آوروں کو روکا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا،جو اللہ کا حکم مقرر تھا وہی ہوا اور یہی لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا تھا''۔(جاری ہے)

سلسلہ نمبر۲۵ قسط : ۲

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

واقعۂ شہادت ذی النورین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

مسئلہ قصاص اور نعرۂ قصاص

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعتِ خلافت کے بعد :

هَرَبَ مَرْوَانُ وَوُلْدُهٗ وَجَآءَ عَلِیٌّ اِلَی امْرَأَةِ عُثْمَانَ فَقَالَ لَهَا. مَنْ قَتَلَ عُثْمَانَ قَالَتْ لَااَدْرِیْ دَخَلَ عَلَیْهِ رَجُلَانِ لَااَعْرِفُهُمَا وَمَعَهُمَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ. وَاَخْبَرَتْ عَلِیًّا وَالنَّاسَ بِمَا صَنَعَ فَدَعَا عَلِیٌّ مُحَمَّدًا فَسَأَلَهٗ عَمَّا ذَکَرَتْ امْرَأَةُ عُثْمَانَ فَقَالَ مُحَمَّدٌ لَمْ تَکْذَبْ قَدْ وَاللّٰهِ دَخَلْتُ عَلَیْهِ وَاَنَا اُرِیْدُ قَتْلَهٗ فَذَکَّرَنِیْ اَبِیْ فَقُمْتُ عَنْهُ وَاَنَا تَائِبٌ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی وَاللّٰهِ مَا قَتَلْتُهٗ وَلَا اَمْسَکْتُهٗ فَقَالَتْ امْرَأَتُهٗ صَدَقَ وَلٰکِنَّهٗ اَدْخَلَهُمَا.

(الصواعق المحرقة ص ۱۱۸)

''مروان اور اُس کے بچے بھاگ نکلے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ صاحبہ کے پاس گئے۔ اُن سے دریافت کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو کس نے شہید کیا ہے؟ اُنہوں نے بیان دیا میں نہیں جانتی۔ ان کے دو آدمی آئے جنہیں میں نہیں جانتی اُن کے ساتھ محمد بن ابی بکر تھا جو کچھ اُس نے کیا تھا وہ اِنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے لوگوں کو

بتلایا۔ حضرت علیؓ نے محمد کو بلایا جو کچھ حضرت عثمان ؓ کی اہلیہ صاحبہ نے بیان فرمایا تھا وہ سنا کر دریافت کیا۔ محمد نے کہا اِنہوں نے صحیح بیان دیا۔ خدا کی قسم میں اِن کے پاس اسی اِرادہ سے آیا تھا کہ اِنہیں قتل کر دوں۔ انہوں نے میرے والد کا ذکر کر کے (اُن کا تعلق) یاد کرایا۔ میں اُن کے پاس سے خدا سے توبہ کرتا ہوا اُٹھ کر چلا گیا۔ خدا کی قسم نہ میں نے اِنہیں قتل کیا ہے نہ میں نے پکڑا (کہ دوسرے ماردیں) حضرت عثمان ؓ کی اہلیہ صاحبہ نے کہا یہ سچ کہہ رہا ہے لیکن یہ اِن دونوں کو اندر لایا تھا۔''

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اِن باہر سے آنے والے بلوائیوں کے یہ افعال ملاحظہ فرمائے کہ اُنہوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کرلیا مسجد میں جانے سے روک دیا۔ تو آپ نے حضرت معاویہ کو شام اور ابنِ عامر کو بصرہ اور اہلِ کوفہ کو حکم نامہ اِرسال فرمایا کہ وہ لشکر بھیجیں جو اُن لوگوں کو مدینہ سے باہر نکال دے۔ حضرت معاویہؓ نے مسلمہ بن حبیب کو بھیجا اور یزید بن اسد القشیر ی بھی ایک لشکر لے کر چل پڑا۔ اہل کوفہ اور اہل بصرہ نے بھی ایک ایک لشکر روانہ کیا۔ جب ان بلوائیوں کو یہ خبر ملی کہ لشکر روانہ ہو چکے ہیں اُنہوں نے حصار جاری رکھنا طے کرلیا۔ یہ لشکر مدینہ کے پاس نہ پہنچنے پائے تھے کہ اِنہیں راستہ ہی میں شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کی خبر مل گئی۔ (البدایہ ج ۷ ص ۱۸۰)

عباسی نے کہا کہ ''قاتلین سے قصاص نہیں لیا گیا تھا'' (خلافت معاویہ ص) یہ تاریخی اعتبار سے بے حقیقت ہے کیونکہ سارا سانحہ شہادت آپ کے سامنے ہی ہے۔ اصل میں یہ اُس زمانہ کا سیاسی نعرہ تھا جو خلافت حضرت علیؓ کے خلاف استعمال کیا گیا تھا۔

قاتلینِ عثمان رضی اللہ عنہ میں ایک شخص موت اسود یا سودان یا اسود یا ابورومان یا روما یا حمار تھا جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے اور یہ وہیں دار ہی میں مارا گیا تھا۔

(۲) کلثوم التجیبی بھی وہی دار ہی میں مارا گیا تھا۔ یہ دو آدمی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلاموں کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔

(۳) تیسرا نام مصنف ابن ابی شیبہ سے معلوم ہوا۔ ابوعمرو بن بدیل الخزاعی۔ وہ اور اُس کے ساتھی بھاگ گئے تھے لیکن راستہ ہی میں پکڑے گئے اور مارے گئے۔

لیکن حضرت نائلہ بنت الفرافصہ کے بیان سے معلوم ہو رہا ہے کہ ارتکاب قتل دو ہی آدمیوں نے کیا تھا۔ بہت بعد میں سہم بن خنش نے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کو جو بیان دیا ہے اور اُنہوں نے اِن سے اس حیثیت سے دریافت کیا تھا کہ وہ یوم الدار میں خود گھر میں موجود تھے۔ اُنہوں نے بھی قاتلین سیدنا عثمانؓ دو ہی بتلائے ہیں۔ اِن ہی روایات سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ یہ قاتلین بلکہ کچھ اُن کے معاونین سب ہی مارے گئے تھے۔ یہ تو وہ لوگ تھے جنہوں نے ارتکابِ قتل کیا تھا۔ تو اب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کے بعد ان ظالموں میں سے تو کوئی رہا ہی نہ تھا یا مارے گئے تھے یا بھاگ گئے تھے۔ اس لیے آپ نے سب سے پہلے اہلیہ سیدنا عثمانؓ سے جا کر پوچھا لیکن کیس نہیں چل سکتا تھا کیونکہ دونوں قاتل مارے جا چکے تھے۔

ممدوح عباسی قاضی ابوبکر بن العربی اسی اعتراض کا جواب لکھتے ہیں (کیونکہ یہ اعتراض عباسی صاحب سے بہت پہلے کا ہے) کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صحابۂ کرامؓ نے حکم بالحق (حق فیصلے) کرنے پر بیعت کی تھی اور وہ (قتل کے کیس میں) اس طرح ہوا کرتا ہے کہ طالب قصاص حاضر عدالت ہو، مدعٰی علیہ موجود ہو اور دعویٰ دائر کیا جائے، گواہ شہادت دیں اور حاکم فیصلہ دے لیکن مطلقاً ایک بات ہی لے کر یا بغیر تحقیق کیے کہ یہ کام کس نے کیا ہے اور بغیر مدعی و مدعٰی علیہ کی گفتگو سنے حاکم پر زور دینا کہ وہ فیصلہ دے تو یہ دین اسلام میں نہیں آیا ہے فَلَيْسَ ذٰلِكَ فِيْ دِيْنِ الْاِسْلَامِ . (العواصم ص ۱۴۶)

شرعی اعتبار سے حضرت نائلہ ؓ کی تصدیق کے بعد محمد بن ابی بکر پر حد قتل نہیں جاری کی جا سکتی تھی۔ بقیہ مدعٰی علیہا دونوں مارے ہی جا چکے تھے۔

اب دوسری بات عرض کرتا ہوں کہ اُس دَور میں قاتلینِ عثمان سے قصاص کا مطلب یہ تھا کہ ان سب باغی گروہوں سے انتقام لیا جائے یا اُن میں جو لیڈر تھے انہیں بھی سزا دی جائے۔ اسی خیال سے حضرت عائشہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر بصرہ روانہ ہوئے، اُن کے بعد جب حضرت علی رضی اللہ عنہ وعنہم وہاں پہنچے تو اِس مسئلہ پر گفتگو ہوئی۔ حضرت علیؓ نے ''ذی قار'' مقام پر پڑاؤ ڈالا اور ایک صحابی حصرت قعقاع رضی اللہ عنہ کو ان حضرات سے گفتگو کے لیے بھیجا۔ وہ بصرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے۔ سلام کیا اور بصرہ آنے کی وجہ دریافت کی۔ اُنہوں نے فرمایا اَلْاِصْلَاحُ بَيْنَ النَّاسِ لوگوں میں اِصلاح مقصود ہے۔ قعقاع نے عرض کیا کہ حضرت طلحہ وزبیر کو بھی طلب فرمالیں تا کہ میری اور اُن کی گفتگو جناب کے سامنے ہو جائے۔ اُنہوں

نے ان حضرات کو بلوایا۔ حضرت قعقاع نے اِن دونوں حضرات سے وہ گفتگو نقل کی جو حضرت عائشہؓ سے ہوئی تھی۔ پھر دریافت کیا کہ کیا آپ حضرات کی بھی یہی رائے ہے یا کچھ اور۔ ان ہر دو حضرات نے فرمایا کہ یہی رائے ہے۔ قعقاع نے دریافت کیا کہ اصلاح بین الناس کی کیا صورت ہو؟ خدا کی قسم اگر ہماری سمجھ میں بھی وہ صورت اصلاح سمجھ میں آ گئی جو آپ اختیار کر رہے ہیں تو ہم بھی وہی کریں گے اور اگر ہماری سمجھ میں نہ آئی تو ہم اِس طریقہ پر چل کر اصلاح نہ کریں گے۔ ان دونوں اکابر نے فرمایا کہ ''قاتلین عثمان'' اگر ان سے بدلہ لینا چھوڑ دیا گیا تو قرآن (حکم قرآن) کو چھوڑنا ہوگا۔

قعقاع نے عرض کیا آپ حضرات نے اہل بصرہ میں سے (بصرہ پر چڑھائی اور فتح کے وقت) قاتلینِ عثمان کو مار دیا ہے اور نتیجہ یہ نکلا ہے کہ آپ لوگ آج کی بہ نسبت انہیں قتل کرنے سے پہلے استقامت (صحیح راہ پر جمنے) کے زیادہ قریب تھے، آپ نے چھ سو آدمیوں کو قتل کیا ہے۔ اب ان کی حمایت میں اُن کے چھ ہزار غصہ میں ہیں۔ آپ لوگوں سے الگ ہو کر وہ یہاں سے چلے گئے۔ آپ نے حرقوص[1] بن زہیر کو پکڑنا چاہا تو اُسے اِن چھ ہزار نے پناہ دی۔ اب اگر آپ اُن کو اسی طرح چھوڑتے ہیں تو جو کچھ آپ نے فرمایا ہے کہ بدلہ نہ لینے سے قرآن پاک کا ترک لازم آتا ہے وہی ترکِ قرآن آپ پر لازم آ رہا ہے۔ اور اگر آپ اِن چھ ہزار سے لڑتے ہیں اور ان لوگوں سے بھی لڑتے ہیں جو انتقام عثمانؓ کی وجہ سے آپ سے الگ ہو گئے وَاِنْ قَاتَلْتُمُوْهُمْ وَالَّذِيْنَ اعْتَزَلُوْكُمْ فَاُدِيْلُوْا عَلَيْكُمْ اور وہ آپ پر (اُلٹے) غلبہ پا جائیں تو اِس صورت میں یہ ہوگا کہ جس چیز سے ڈر کر اِس معاملہ پر آپ نے قابو پایا ہے اگر اور یہ سلسلہ بڑھایا تو وہ اِس سے بڑا گناہ بن جائے گا جسے آپ اِس وقت مکروہ ناپسند اور ترکِ قرآن سمجھ رہے ہیں (یعنی انتقام کے بجائے لڑائی بن جائے گی اور خون خرابہ ہوگا اور فائدہ حاصل نہ ہوگا)

---

[1] حرقوص کا قبیلہ بنی سعد تھا۔ یہ عثمانی تھے یعنی حضرت عثمان کے حامی۔ لیکن اس واقعہ کے بعد اُنہوں نے حضرت عائشہؓ کا ساتھ چھوڑ دیا الگ ہو گئے۔ نیز بصرہ فتح کرتے وقت جو قتال ہوا تھا اُس کے بعد جب قاتلین عثمان کے نام سے کچھ لوگ قتل کیے گئے اور وہ عبدالقیس کے تھے تو عبدالقیس بھی خفا ہو گئے۔ اور عبدالقیس حضرت علی کی اطاعت پر قائم رہنے کے قائل بھی تھے (الکامل ج ۳ ص ۲۱۹)۔ (غالبًا اس طرح حضرت عائشہؓ کے تازہ مخالفین کی تعداد بارہ ہزار بن جاتی تھی) حضرت طلحہ اور زبیر نے لوگوں کے وظائف اور عطیات جاری کرنے کا حکم فرمایا اور جن لوگوں نے اطاعت قبول کر لی تھی انہیں زیادہ دینے کا حکم فرمایا۔ (الکامل ج ۳ ص ۲۱۹)

اور اگر آپ حضرات نے مُضَر اور ربیعہ کو ان شہروں سے روکا تو وہ آپ سے آمادۂ جنگ ہوجائیں گے آپ کو چھوڑ دیں گے اور اپنوں کی مدد کریں گے جیسے کہ یہ لوگ اس حادثہ عظیمہ اور گناہ کبیرہ (قتل سیدنا عثمانؓ) کے لیے جمع ہوگئے تھے (اور مدینہ منورہ پر چڑھ آئے تھے)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر آپ بتلائیں (آپ اس کے حل کے لیے کیا رائے رکھتے ہیں؟) حضرت قعقاع نے عرض کیا اس معاملہ کا علاج یہ ہے کہ بالکل سکون ہو جب سکون ہوگا تو یہ پکڑے جائیں گے۔ اگر آپ حضرات بیعت کرلیں گے تو یہ ''علامتِ خیر اور آغازِ رحمت'' ہوگا اور اِس طرح انتقام لیا جاسکے گا۔ اور اگر آپ اِسی بات پر زبردستی قائم رہے اور انجان راستہ پر چلتے رہے تو یہ ''علامتِ شر'' ہوگی اور یہ انجام (خیر) ہاتھ نہ آئے گا۔ عافیت کو ترجیح دیجیے وہ (انشاء اللہ) ملے گی۔ اور آپ حضرات اسی طرح خیر کی کنجیاں بنے رہیے جیسے پہلے تھے اور ہمیں امتحان میں نہ ڈالیے کہ آپ خود بھی امتحان میں مبتلا ہوجائیں گے اور یہ ہمیں اور آپ کو فنا کرڈالے گا۔ خدا کی قسم میں اِسی بات کا قائل ہوں اور اسی کی آپ کو دعوت دیتا ہوں اور میں ڈرتا ہوں کہ کہیں (ہماری بات) نامکمل نہ رہ جائے۔ پھر ایسا نہ ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ اِس اُمت سے جتنا وہ چاہے (خیر کو) اُٹھالے (اور لوگ مارے جائیں جبکہ اُمت کا یہ حال ہوگیا ہے کہ) اُس کا سامان (پہلے ہی) کم ہوگیا ہے اور آفتیں جو نازل ہوچکی ہیں وہ ظاہر ہیں۔ کیونکہ یہ حادثہ (شہادتِ عثمانؓ) جو پیش آیا ہے حد سے زیادہ بڑا ہے۔ یہ ایسا نہیں ہے جیسے کہ ایک آدمی نے ایک آدمی کو قتل کردیا ہو یا ایک مجمع نے ایک آدمی کو قتل کردیا ہو یا ایک قبیلہ نے ایک آدمی کو ماردیا ہو۔

حضرت قعقاع کی گفتگو نہایت مدلل اور واضح تھی۔ تجربہ اِس کی صحت کی شہادت دے رہا تھا جو بصرہ پر قبضہ اور انتقام لینے کے نتیجہ میں سامنے آیا تھا۔ اس لیے اِن تینوں حضرات نے جواب میں فرمایا :

قَالُوْا قَدْ اَصَبْتَ وَاَحْسَنْتَ فَارْجِعْ فَاِنْ قَدِمَ عَلِیٌّ وَهُوَ عَلٰی مِثْلِ رَأْيِكَ صَلُحَ هٰذَا الْاَمْرُ. (الکامل ج۳ ص ۲۳۳، ۲۳۴)

''تم نے بالکل ٹھیک اور اچھی باتیں کیں، جاکر بتلادیں پھر اگر علی آئے اور اِن کی رائے بھی تمہاری رائے کی طرح ہوئی تو یہ معاملہ درست ہوجائے گا۔''

اِس سے صاف معلوم ہورہا ہے کہ اِس مسئلہ میں ان حضراتِ ثلٰثہ نے اپنی رائے سے بعد تجربہ رجوع

فرمالیا اور چاروں اکابر کی رائے ایک ہوگئی۔

ابن اثیر روایت میں لکھتے ہیں :

فَرَجَعَ اِلٰی عَلِیٍّ فَاَخْبَرَہٗ فَاَعْجَبَہٗ ذٰلِکَ (الکامل ج۳ ص ۲۳۴)

''قعقاع حضرت علیؓ کے پاس واپس آئے انہیں باتیں بتلائیں انہیں یہ باتیں پسند آئیں''۔

حضرت علیؓ نے لوگوں کو جمع کر کے خطاب فرمایا جس میں یہ بھی فرمایا کہ میں کل ذی قار سے بصرہ جارہا ہوں میرے ساتھ سب چلیں لیکن ایسا کوئی شخص میرے ساتھ نہ ہو جس نے حضرت عثمانؓ کے خلاف کسی بھی قسم کی کوئی کارروائی کی ہو۔ اور (جو شیلے) کم سمجھ لوگ (میرے ساتھ نہ ہوں) مجھ سے دُور رہیں۔ حضرت علیؓ نے ظاہر ہے یہ اعلان اس لیے فرمایا تھا کہ حضرت عائشہ وطلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم کے عام ساتھی تک مطمئن ہو جائیں اور سب آپس میں پھر مل جائیں امن وسکون ہو لیکن اس میں اُن لوگوں کی موت تھی لہٰذا اُنہوں نے وہ کچھ کیا جو قیاس سے باہر ہے جس کے نتیجہ میں جنگِ جمل پیش آئی۔

انہیں حضرت علیؓ سے یا اُن کے قبائل سے الگ کرنا ممکن نہ تھا جیسے کہ حرقوص کو بنی سعد نے باوجودیکہ وہ عثمانی تھے پناہ دی تھی اور خفا ہو کر حضراتِ ثلٰثہ سے الگ ہو گئے تھے۔ جب حضرت علیؓ جنگِ جمل کے بعد شام کی طرف روانہ ہوئے تو یہی سوال وجواب حضرت معاویہؓ سے شروع ہوا۔ (جاری ہے)

۞ ۞ ۞

سلسلہ نمبر ۲۵ قسط : ۳

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تا کہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

واقعۂ شہادت ذی النورین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

مسئلہ قصاص اور نعرۂ قصاص

ابو حنیفہ دینوری نے ایک واقعہ لکھا ہے :

جب اہلِ شام نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اعانت کرنے اور ساتھ دینے کا فیصلہ کر لیا تو ابو مسلم خولانی ان کے پاس عابدوں اور زاہدوں کے ایک گروہ کی معیت میں آئے۔ خود اِن کا اپنا شمار بھی شام کے عبادت شعار افراد میں ہوتا تھا۔ اُنہوں نے آ کر کہا اے معاویہ رضی اللہ عنہ ہم نے سُنا ہے کہ آپ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں مگر آپ اُن کے مدمقابل کیونکر بن بیٹھے ہیں۔ آپ کو اُن جیسی کون سی سبقتیں حاصل ہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ بولے میں یہ دعوے کب کر رہا ہوں کہ فضل و شرف کی رُو سے میں علی رضی اللہ عنہ کا ہم پایہ ہوں۔ مگر کیا آپ نہیں جانتے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو بے گناہ قتل کر دیا گیا ہے'' اُنہوں نے کہا ہاں۔ کہا تو پھر علی رضی اللہ عنہ کو چاہیے کہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو ہمارے سپرد کر دیں خلافت ہم اُن کے سپرد کر دیں گے۔

ابو مسلم نے کہا'' آپ یہ بات علی رضی اللہ عنہ کے نام تحریر کر دیں میں خود آپ کا خط لے کر جاؤں گا۔'' معاویہ رضی اللہ عنہ نے خط لکھا :

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(معاویہ بن ابی سُفیان کی طرف سے علی بن ابی طالب کے نام)

سَلَامٌ عَلَیْکُمْ. میں تمہیں اُس خدا کا واسطہ دیتا ہوں جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اما بعد! خلیفہ عثمانؓ آپ کے جوار میں قتل ہوئے۔ یوں کہ آپ اُن کے گھر میں بپا ہونے والے واویلا اور فریاد کو سُن رہے تھے مگر آپ نے اُن کی مدافعت نہ قولاً کی نہ فعلاً۔ خدا کی قسم اگر آپ صدقِ دل سے اُن کے معاملے میں دلچسپی لیتے اور لوگوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر باز رکھتے تو ہمارے نزدیک آپ کا ہمسر کوئی نہ تھا اور دوسری چیز جو آپ سے بدگمان کرتی ہے یہ ہے کہ آپ نے قاتلینِ عثمان ؓ کو اپنی پناہ میں لے رکھا ہے۔ وہی لوگ آپ کے دست و بازو ہیں وہی لوگ آپ کے مددگار اور رازدار ہیں۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ عثمانؓ کے خون سے بری ہونے کے مدعی ہیں۔ اگر یہ بات ٹھیک ہے تو قاتلینِ عثمان ؓ کو ہمارے سپرد کردیں ہم قتل عثمانؓ کے بدلے میں اُن کو قتل کردیں گے اور فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہوجائیں گے۔ اگر یہ نہیں ہوسکتا تو پھر آپ اور آپ کے ساتھی یہاں تلوار کے سوا اور کسی شے کی توقع نہ رکھیں۔ قسم ہے اُس خدا کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں، ہم قاتلینِ عثمان ؓ کو خشکی میں بھی ڈھونڈیں گے اور تری میں بھی تا آنکہ انہیں ہلاک کردیں یا یہ کہ خود ہماری رُوحیں اللہ میاں کے پاس جا پہنچیں۔

والسلام

ابو مسلمؒ معاویہ ؓ کا خط لیکر کوفہ میں پہنچے، حضرت علی ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خط پیش کردیا جب وہ خط پڑھ چکے تو ابو مسلمؒ نے اِن سے کہا ''اے ابوالحسن آپ نے ایک ذمہ داری سنبھالی ہے آپ اس کے مستحق بھی ہیں۔ خدا کی قسم ہم نہیں چاہتے کہ وہ کسی دوسرے کے ہاتھ میں ہو بشرطیکہ آپ اپنی طرف سے اس کا حق ادا کردیں۔ کوئی شک نہیں عثمان ؓ کو بے گناہ قتل کیا گیا ہے۔ لہٰذا آپ ان کے قاتل ہمارے سپرد کردیں اور ہمارے امیر بن جائیں پھر کوئی ہاتھ آپ کے مخالف کارفرما ہو تو ہمارے ہاتھ آپ کے مددگار ہوں گے ہماری زبانیں آپ کی گواہ ہوں گی۔ آپ اتمام حجت کرچکے ہوں گے آپ کا عذر مقبول ہوچکا ہوگا۔

حضرت علیؓ نے ابو مسلمؒ سے کہا ''آپ کل صبح میرے پاس آئیں'' اور حکم دیا کہ انہیں نہایت عزت و احترام سے رکھا جائے۔ اَگلے روز صبح دم وہ حضرت علیؓ سے ملنے آئے۔ وہ اُس وقت مسجد میں بیٹھے تھے مگر دیکھا کہ کوئی دس ہزار سے زائد اشخاص پوری طرح مسلح ہیں اور پکار رہے ہیں ''ہم سب قاتلین عثمانؓ ہیں۔''

اِس پر ابو مسلمؒ نے حضرت علیؓ سے کہا میں اِن لوگوں کو دیکھ رہا ہوں ان پر آپ کا بس نہیں چل سکتا۔ میرا خیال ہے انہیں معلوم ہوگیا ہے کہ میں آپ کے پاس کس غرض سے آیا ہوں اور وہ یہ حرکت اس لیے کر رہے ہیں کہ آپ کہیں انہیں میرے حوالے نہ کردیں۔

حضرت علیؓ نے کہا میں نے اِس معاملہ کو خوب چھان پھٹک کر دیکھا ہے میری رائے میں ان کا آپ کے یا کسی اور کے سپرد کر دینا معاملے کو سُلجھا نہیں سکتا۔ (الاخبار الطّوال مترجم ص ۳۰۷۔۳۰۹ مطبوعہ مرکزی اُردو بورڈ)

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ جب صفین پہنچے تو وہاں قُرّاء عراق نے جن میں حضرت عَبِیْدَہ سلمانی، علقمۃ بن قیس، عامر بن عبد قیس اور عبد اللہ بن عتبہ، ابن مسعود وغیرہم تھے، حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ وعنہم) کے پاس پہنچے۔ اُنہوں نے حضرت معاویہؓ سے دریافت کیا آپ کیا چاہتے ہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا میں خون عثمانؓ کا بدلہ چاہتا ہوں۔ اُنہوں نے کہا آپ اِس کا بدلہ کس سے لیں گے۔ حضرت معاویہؓ نے کہا علیؓ سے۔

قراء نے کہا : کیا اُنہوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا ہے۔

حضرت معاویہؓ : ہاں اور اُنہوں نے قاتلین عثمان کو پناہ دی ہے۔

قراء یہ باتیں کر کے حضرت علیؓ کے پاس آئے ماجرہ سنایا۔

آپ نے فرمایا کَذِبَ لَمْ اَقْتُلْهُ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ لَمْ اَقْتُلْهُ. یہ غلط کہتے ہیں میں نے انہیں نہیں قتل کیا اور تم لوگ جانتے ہو کہ میں نے انہیں نہیں قتل کیا۔

یہ لوگ حضرت معاویہؓ کے پاس گئے یہ جواب پہنچایا۔ اُنہوں نے کہا اگر انہوں نے اپنے ہاتھ سے قتل نہیں کیا تو اُنہوں نے لوگوں کو تو قتل کا حکم دیا تھا۔

یہ حضرات حضرت علیؓ کے پاس آئے اور حضرت معاویہؓ کی بات دہرائی۔

حضرت علیؓ نے جواب دیا : وَاللّٰهِ لَاقَتَلْتُ وَلَا اَمَرْتُ وَلَامَالَيْتُ عَلٰى قَتْلِهٖ. خدا کی قسم نہ

میں نے انہیں قتل کیا ہے اور نہ میں نے قتل کا حکم دیا ہے اور نہ میں نے قتل کرنے میں قاتلین کی مدد کی ہے۔

اُنہوں نے یہ پیغام پہنچایا تو حضرت معاویہؓ نے کہا اگر وہ سچے ہیں تو ہمیں قاتلین عثمانؓ سے بدلہ دلائیں، وہ اُن کے لشکر میں ہیں۔

اُنہوں نے یہ پیغام پہنچایا تو حضرت علیؓ نے جواب دیا :

تَأَوَّلَ الْقَوْمُ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنَ فِیْ فِتْنَةٍ وَوَقَعَتِ الْفُرْقَةُ لِاَجْلِهَا وَقَتَلُوْهُ فِیْ سُلْطَانِهٖ وَلَیْسَ لِیْ عَلَیْهِمْ وَسَبِیْلٌ .

''لوگوں نے اُن کے (حضرت عثمانؓ کے) خلاف کارروائی کرنے میں قرآن پاک سے تاویل (استدلال وتوجیہ) کرلی تھی اور وہ لوگ فتنہ میں مبتلا تھے۔ ان کی قرآنی تاویل کی وجہ سے لوگوں میں افتراق وانتشار پیدا ہوگیا اور اِن لوگوں نے انہیں ان کی اپنی خلافت کے زمانہ میں شہید کیا ہے۔ میرا اُن لوگوں پر کوئی بس نہ چلتا تھا۔''

(بظاہر یہاں لَیْسَ لِیْ عَلَیْهِمْ وَسَبِیْلٌ میں سلطان کا لفظ رہ گیا ہے وَلَیْسَ لِیْ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ وَّ سَبِیْلٌ اُس وقت اُن لوگوں پر میری حکومت نہ تھی اور نہ کوئی سبیل تھی کہ میں کچھ کرسکتا۔ عبارت میں واؤ موجود ہے سلطان سے مطلب پورا ہو جاتا ہے)۔

اِنہوں نے حضرت معاویہؓ کو یہ بات پہنچائی تو اُنہوں نے جواب دیا :

اِنْ كَانَ الْاَمْرُ عَلٰی مَایَقُوْلُ فَمَالَهٗ اَنْفَذَ الْاَمْرَ دُوْنَنَا مِنْ غَیْرِ مَشْوَرَةٍ مِّنَّا وَمِمَّنْ هٰهُنَا.

''اگر یہی بات ہے جیسے کہ وہ کہتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اُنہوں نے ہمارے بغیر خلافت طے کرلی، نہ ہم سے مشورہ لیا نہ اُن لوگوں (عوام یا خواص) سے جو یہاں ہیں''۔

یہ جواب لے کر حضرت علیؓ کے پاس آئے اُنہوں نے جواب دیا کہ سب لوگ مہاجرین اور انصار کے تابع چلے آرہے ہیں۔ یہی حضرات لوگوں کے لیے ولایت وحکومت کے اور اُن کے دینی معاملات کے گواہ چلے آرہے ہیں۔ یہی لوگ مجھے خلیفہ بنانے پر راضی ہوئے اور اُنہوں نے مجھ سے بیعت کی رَضُوْا وَبَایَعُوْنِیْ. اور میں یہ جائز نہیں سمجھتا کہ معاویہؓ جیسے شخص کو (یہ اختیار دے کر) چھوڑ دوں تاکہ وہ اُمت پر حکم

چلائیں اور اتفاق (جو چلا آرہا تھا) توڑ دیں۔

یہ لوگ حضرت معاویہؓ کے پاس آئے۔ اُنہوں نے جواب دیا : یہاں بھی مہاجرین اور انصار رہتے ہیں، انہیں کیوں اِس معاملہ میں داخل نہیں کیا گیا (ان سے مشورہ کیوں نہیں لیا گیا؟)

اِن حضرات نے حضرت معاویہؓ کا جواب پہنچایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا :

اِنَّمَا ھٰذَا لِلْبُدْرِیِّیْنَ دُوْنَ غَیْرِھِمْ وَلَیْسَ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ بَدْرِیٌّ اِلَّا وَھُوَ مَعِیْ وَقَدْ بَایَعَنِیْ وَقَدْ رَضِیَ فَلَایَغُرَّنَّکُمْ مِّنْ دِیْنِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ.

(البدایہ والنہایہ ج۷ ص ۲۵۸)

''یہ اختیار اہل بدر کو ہے نہ کہ دوسروں کو اور رُوئے زمین پر کوئی بدری ایسا نہیں ہے جو میرے ساتھ نہ ہو۔ ہر بدری نے مجھ سے بیعت کی ہے اور وہ اِس بیعت پر خوش ہے تو یہ اندازِ فکر (چھوڑو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ) تمہیں اپنے دین اور جان کے معاملہ میں دھوکہ میں رکھے''۔

عَبِیدہ سلمانی شریح قاضی سے بڑے عالم تھے اور حضرت علقمہ کے بارے میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لَیْسَ بِدُوْنِ ابْنِ عُمَرَ فِی الْفِقْهِ یعنی علم فقہ میں حضرت ابن عمر سے کم پلہ نہیں ہیں اگرچہ صحابی نہیں ہیں۔ (مسند ابی حنیفہ ص ۵۰)

اِن کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا مَااَقْرَءُ شَیْئًا وَلَااَعْلَمُهٗ اِلَّا عَلْقَمَةُ یَقْرَأُهٗ وَیَعْلَمُهٗ میں جو کچھ جانتا یا پڑھتا ہوں علقمہ وہ سب جانتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج۸ ص ۲۷۸) قاری کا مطلب اُس زمانہ میں یہ تھا کہ اتنا باکمال عالم ہو کہ قاری بھی ہو۔

اِن حضرات نے طے کیا کہ ہر ایک کی ایک ایک بات کے لیے پھیرے کرکے بات پہنچا کر سوال و جواب کی ایسے طریقہ پر تکمیل کریں کہ طرفین کی تشفی ہو جائے ورنہ ہر ایک اِن میں خود بہت بڑا عالم تھا، خود بھی سوال و جواب کر سکتا تھا۔

میں اس طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دقت نظر کتنی زیادہ تھی۔ اُنہوں نے حقیقی وجہ بتلائی کہ اِن لوگوں کے نظریات دوسرے ہیں، یہ قرآن پاک سے استدلال کرتے ہیں اور گڑبڑ فتنہ کے وقت یہ باتیں کرتے تھے تو اور لوگ بھی ان کے استدلال کی وجہ سے ان کے ساتھ ہو جاتے تھے، ایسی

مُتأوِّلین کی جماعت کی یہ بات کوئی اور اُس وقت تک نہیں سمجھا تھا اور کچھ ہی عرصہ بعد یہ بات کھل کر سامنے آ گئی کہ خوارج کا گروہ وجود میں آ گیا۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تکفیر کھل کر کرنے لگے۔ ان کے عقائد کتب کلام میں آج بھی پڑھائے جاتے ہیں کہ وہ مرتکب کبیرہ (کبیرہ گناہ کرنے والے کو) کافر جانتے تھے۔

پھر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صفین میں لڑائی بند کرنے اور تحکیم یعنی حَکَموں کے (ثالثی) فیصلہ پر رضامندی ظاہری فرمائی تو ان لوگوں نے ان کی بھی تکفیر شروع کر دی۔ حضرت عثمانؓ کے بارے میں ان کا عقیدہ تھا کہ وہ اپنے دورِ خلافت کے آخری چھ سال میں معاذ اللہ کافر رہے ہیں اور تحکیم (ثالثی فیصلہ) ماننے کے بعد حضرت علیؓ کو بھی کافر کہنے لگے اور جو انہیں کافر نہ جانے اُسے بھی کافر کہتے تھے اور قتل کر دیتے تھے۔ مگر یہ سب باتیں بعد میں ہوئیں۔ حضرت علیؓ اُن کا یہ ذہن پہلے ہی سمجھ چکے تھے کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے مدینہ میں یہ لوگ ایسی آیات پڑھتے رہے تھے۔ اُن کی تہہ تک دوسرے صحابہ کرام کے ذہن نہیں پہنچتے تھے، ہمیں معتبر روایت سے مثلاً یہ واقعہ ملا ہے۔

یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ الخ امام محمد بن سیرینؒ نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے قصر سے جھانک کر فرمایا۔ کسی آدمی کو لاؤ میں اس سے قرآن پاک کی تلاوت کراؤں۔ یہ صعصعۃ بن صوحان کو لائے یہ نوجوان تھا۔ آپ نے فرمایا تمہیں اِس نوعمر کے سوا کوئی اور نہیں ملا۔ صعصعہ نے کچھ بات کی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ پڑھو، اس نے تلاوت شروع کی۔

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرٌ ۝ (سورہ حج آیت نمبر ۳۹)

''حکم ہوا اُن لوگوں کو جن سے کافر لڑتے ہیں اس واسطے کہ اُن پر ظلم ہوا اور اللہ اُن کی مدد کرنے پر قادر ہے''۔

آپ نے اِرشاد فرمایا یہ آیت تیرے یا تیرے ساتھیوں کے لیے نہیں ہے، یہ میرے اور میرے ساتھیوں کے لیے ہے۔ پھر آپ نے خود اِن آیات کی تلاوت فرمائی وَاِلَی اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ تک تلاوت فرمائی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۴ ص ۹۸۸) یہ لوگ اپنے آپ کو مظلوم اور حضرت عثمانؓ کو ظالم کہہ رہے تھے۔ (جاری ہے)

سلسلہ نمبر ۲۵ قسط : ۴ ، آخری

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

واقعۂ شہادت ذی النورین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

مسئلہ قصاص اور نعرۂ قصاص

صفین کے موقع پر ایک اور کوشش :

حضرت ابوالدرداءؓ اور ابواُمامہؓ جو شام میں رہتے تھے حضرت معاویہؓ کے پاس گئے۔ کہنے لگے اے معاویہ! آپ اِن سے کس بات پر قتال کر رہے ہیں۔ خدا کی قسم وہ آپ سے اور آپ کے والد صاحب سے بہت پہلے سے اسلام میں ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے آپ سے زیادہ قریب ہیں اور اِس معاملہ (خلافت) کے وہ آپ سے زیادہ حق دار ہیں۔

حضرت معاویہؓ نے جواب دیا : میں اُن سے خونِ عثمانؓ کے لیے لڑ رہا ہوں اور اِن ہی نے قاتلین کو پناہ دے رکھی ہے۔ آپ اُن کے پاس جائیں، اُن سے کہیں کہ قاتلینِ عثمان سے ہمارا بدلہ دلا دیں پھر اہل شام میں سب سے پہلے اُن سے بیعت کرنے والا میں ہوں گا۔

یہ دونوں صحابی حضرت علیؓ کے پاس آئے اور یہ بات پیش کی۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا :

هٰؤُلَآءِ الَّذِيْنَ تَرَيَانِ فَخَرَجَ خَلْقٌ كَثِيْرٌ فَقَالُوْا كُلُّنَا قَتَلَهُ عُثْمَانَ فَمَنْ شَاءَ فَلْيَرُمْنَا.

''یہ لوگ ہیں جنہیں آپ دونوں دیکھ رہے ہیں۔ اس پر بڑی تعداد میں لوگ نکل کر

سامنے آ گئے۔ کہنے لگے ہم سب قاتلینِ عثمان ہیں۔ پس جو چاہے ہمارا اِرادہ کرلے (کہ ہم سے جو بدلہ لینا چاہتا ہے وہ ہمارے سامنے آئے)۔''

فَرَجَعَ اَبُوالدَّرْدَآءِ وَاَبُوْاُمَامَةَ فَلَمْ یَشْهِدَا لَهُمْ حَرْبًا.(البدایه ج ۷ ص ۲۵۹)

''حضرت ابوالدرداءؓ اور ابواُمامہؓ واپس چلے گئے اور ان لوگوں کی جنگ میں شرکت نہیں کی''۔ ۱

اِس تمام گفتگو کو سامنے رکھیں تو آپ کے سامنے صحیح صورتِ حال آئے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دلیلیں اور اُن کے فیصلے سب قوی ہیں اس لیے ائمہ اربعہؒ نے اِن ہی سے استدلال کیا ہے اور اِنہیں ہی صحیح تسلیم کیا ہے۔

انتخابِ خلیفہ کا حق اصحابِ شوریٰ سے بڑھا کر سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ نے دائرہ وسیع فرمادیا کیونکہ اصحابِ شوریٰ جن میں سے ایک (حضرت عثمانؓ) تو شہید ہوگئے تھے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ۳۲ھ میں وفات پا گئے تھے۔ تو حضرت علیؓ سمیت کل چار حضرات رہ گئے تھے۔ حضرت طلحہ حضرت زبیر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم۔ یہ عشرہ مبشرہ میں سے اصحابِ شوریٰ کہلاتے ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ایک حضرت سعید رضی اللہ عنہ بھی حیات تھے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی تھے۔ اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ وعنہم نے انتخاب خلیفہ کا مسئلہ اہلِ بدر پر موقوف فرمادیا۔ اہل بدر رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ۳۲ھ میں صرف سو حضرات حیات تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اپنی وفات کے وقت وصیت فرمائی تھی کہ میرے ترکہ میں سے تمام بدری صحابی کو چار چار سو دینار دیے جائیں۔ اُس وقت فہرست تیار ہوئی تو یہ سو حضرات حیات تھے۔ ان میں ان کی وصیت کے مطابق چار سو دینار سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی قبول فرمائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی۔ (البدایہ ج ۷ ص ۱۶۴)

---

۱ حضرت ابوالدرداءؓ قاضی شام تھے۔ اِن کے سال وفات میں اختلاف ہے۔ حافظ ابن کثیر اور دیگر حضرات نے ان کی وفات جنگ صفین کے بعد بتلائی ہے۔

اس کے بعد ۳۵ھ تک اور بھی بدری صحابۂ کرام کی وفات ہوئی مثلاً مسطح اور ابوعبس کی وفات ۳۴ھ میں ہوئی۔ اس طرح بیعت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے وقت صرف اَسّی اہل بدر حیات تھے۔ یہ سب آپ سے بیعت ہوئے تھے وَکَانَ فِیْ بَیْعَةٍ ثَمَانُوْنَ بَدْرِیًّا (البدایہ ج۷ ص۲۵۴)

(اس عبارت میں کتابت کی غلطی سے فِیْ جَیْشِهٖ لکھا گیا ہے)

وَکَانَ فِیْ اَھْلِ الْعِرَاقِ خَمْسَةٌ وَّعِشْرُوْنَ بَدْرِیًّا. (البدایہ والنہایہ ج۷ ص ۲۷۴)

''لشکر اہل عراق میں پچیس اہل بدر تھے''۔

یہ بات دُرست ہے مثلاً تھوڑی تلاش سے ان حضرات کے اسماء گرامی ملے ہیں۔

(۱) عَمَّارُ بْنُ یَاسِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اُسْتُشْهِدَ بِصِفِّیْنَ. (الاصابہ لابن حجر العسقلانی ؒ ج۲ ص ۵۰۵) صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے کہ شہید ہوئے حَتّٰی قُتِلَ بَیْنَ یَدَیْهِ (علی) بِصِفِّیْنَ وَصَلّٰی عَلَیْهِ عَلِیٌّ (تاریخ بغداد للخطیب ج۱ ص ۱۵۱) ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے شہید ہوئے، حضرت علیؓ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضُمْرَةَ اَنَّ عَلِیًّا صَلّٰی عَلٰی عَمَّارٍ وَلَمْ یَغْسِلْهُ. (تاریخ بغداد ج۱ ص ۵۳). حضرت علیؓ نے حضرت عمارؓ کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں غسل نہیں دیا۔

(۲) اَبُو الْهَیْثَمِ بْنُ التَّیِّهَانِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ (اصابہ ج۴ ص ۲۰۹)

(۳) اَبُوْبُرْدَةَ بْنُ نِیَارٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ (اصابہ ج ۴ ص ۱۹)

(۴) سَهْلُ بْنُ حُنَیْفٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ (اصابہ ج۲ ص ۸۶)

(۵) زَیْدُ بْنُ اَسْلَمَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ (اصابہ ج۱ ص ۵۴۲)

(۶) اَلْحَارِثُ بْنُ النُّعْمَانِ بْنِ اُمَیَّةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ (اصابہ ۱ /۲۹۱)

(۷) اَبُوْاَیُّوْبَ خَالِدُ بْنُ زَیْدِ بْنِ کُلَیْبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ (اصابہ۱/ ۴۰۴)

(۸) رِفَاعَةُ بْنُ رَافِعٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ (اصابہ ج۱ ص ۵۰۳)

(۹) خَلِیْفَةُ اَوْ عَلِیْفَةُ بْنُ عَدِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ (اصابہ ج۱ ص ۴۵۰)

(۱۰) فَرْوَةُ بْنُ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (اصابہ ج۳ ص ۱۹۸)

(۱۱) مَسْعُوْدُ بْنُ اَوْسٍ بْنِ اَصْرَمَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (اصابہ ج۳ ص ۳۸۹)

(۱۲) خُزَیْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (الاستیعاب مع الاصابہ ۱ ۴۱۶)

(۱۳) عَمْرُو بْنُ اَنَسِ الْاَنْصَارِیُّ الْخَزْرَجِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (الاستیعاب مع الاصابہ ج۲ ص ۵۱۷)

(۱۴) اَبُوْ عُمْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (اُسد الغابہ ج۵ ص ۲۶۳)

(۱۵) اَبُوْقَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (الکامل لابن الاثیر ج ۴ ص ۵۰۰)

(۱۶) مَالِکُ بْنُ التَّیِّھَانِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (اُسد الغابہ ج ۴ ص ۲۷۴. الاستیعاب ج اص ۲۴۳)

(۱۷) اَبُوْ وَاقِدِ اللَّیْثِی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ شَھِدَ بَدْرًا وَّصِفِّیْنَ (تھذیب التھذیب ج۱۲ ص ۲۷۰)

(۱۸) ثَابِتُ بْنُ عُبَیْدِ نِ الْاَنْصَارِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ شَھِدَ بَدْرًا وَّصِفِّیْنَ (اُسد الغابہ ج۱ ص ۲۲۷)

(۱۹) اَبُوْفُضَالَةَ الْبَدْرِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ شَھِدَ بَدْرًا وَّقُتِلَ بِصِفِّیْنَ (ازالة الخفاء ج۲ ص ۲۷۳. ۲۷۵)

(۲۰) عَتِیْکُ بْنُ التَّیِّھَانِ وَیُقَالُ عُبَیْدُ بْنُ التَّیِّھَانِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ شَھِدَ بَدْرًا وَّقُتِلَ بِصِفِّیْنَ فِیْ قَوْلٍ (الاستیعاب مع الاصابہ ج۳ ص ۱۶۰)

اِن حضرات کے سوا دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر میں رہے :

○ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یَزِیْدَ بْن حُصَیْنِ نِ الْاَنْصَارِیُّ الْاَوْسِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (اُسْدُ الْغَابَہ ج۳ ص ۲۷۴ . تھذیب التھذیب ج۶ ص ۷۸)

○ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ بُدَیْلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (الاصابہ ج ۲ ص ۲۷۲) وَقَدْ قَاتَلْتُمُوْھُمْ (الاستیعاب ج اص ۳۳۹ . ۳۴۰)

○ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بَشِيْرِ نِ الْاَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (الاصابه ج ۲ ص ۳۷۴)

○ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بُدَيْلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (الاستيعاب ج ۲ ص ۴۰۳)

○ هَاشِمُ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ اَبِيْ وَقَاصٍ ابْنِ اَخِيْ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (اُسد الغابه ج ۵ ص ۴۹ و تاريخ بغداد ج ۱ ص ۱۹۶) وَقُتِلَ بِصِفِّيْنَ مَعَ عَلِيٍّؓ بْنِ اَبِيْ طَالِب.

وَهُوَ الَّذِيْ فَتَحَ جَلَوْلَآءَ مِنْ بِلَادِ الْفُرُسِ وَتُسَمّٰى فَتْحُ الْفُتُوْحِ. (اُسد الغابه) ؂۱

یہ وہ ہیں جنہوں نے ایرانی علاقہ جلولاء کو فتح کیا۔ اس فتح کو فتح الفتوح یعنی فتوحات کا دروازہ کھولنا کہا جاتا ہے۔

○ اَلْمُغِيْرَةُ بْنُ نَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (اُسد الغابه ۴ / ۴۰۷)

○ حَنْظَلَةُ بْنُ النُّعْمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (اُسد الغابه ج ۲ ص ۶۱)

○ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَامِيْل رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (اُسد الغابه ج ۳ ص ۲۷۴)

○ حَجْرُ بْنُ عَدِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (اُسد الغابه ج ۱ ص ۳۸۵ و الاستيعاب ص ۱۳۴)

○ نُعْمَانُ بْنُ عِجْلَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (اُسد الغابه ج ۵ ص ۲۶)

○ اَشْعَثُ بْنُ قَيْسِ بْنِ مَعْدِيْكَرَبَ اَبُوْمُحَمَّدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (تهذيب التهذيب ج ۱ ص ۳۵۹) وَكَانَ عَلٰى رَأْيَةِ كِنْدَةَ يَوْمَ صِفِّيْن مَعَ عَلِيّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَحَضَرَ قِتَالَ الْحَسَنِ الْخَوَارِجَ بِالنَّهْرَوَانِ. (تاريخ الخطيب ج ۱ ص ۱۹۶)

؂۱ یہاں سے حضرتؒ نے ترجمہ کے بغیر صرف عربی عبارات نقل فرمائی تھیں، ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب نے ان کا ترجمہ کیا ہے، اِدارہ اُن کے تعاون کا شکر گزار ہے۔

یہ جنگِ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کندہ قبیلہ کے لشکر کے سردار تھے اور خوارج کے خلاف جنگ نہروان میں بھی شریک ہوئے۔

○ وَسَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّةِ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ اَبْنَاءُ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَاُمُّهُمَا فَاطِمَةُ الزَّهْرَآءُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الخ (تاریخ بغداد للخطیب ج ا ص ۱۳۸)

○ اَبُوْقَتَادَةَ الْاَنْصَارِیُّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ (تاریخ بغداد ج ا ص ۱۵۹)

لَمَّا فَرَغَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ مِنْ قِتَالِ اَھْلِ النَّهْرَوَانِ قَفلَ اَبُوْقَتَادَةَ الْاَنْصَارِیُّ وَمَعَهٗ سِتُّوْنَ اَوْ سَبْعُوْنَ مِنَ الْاَنْصَارِ. قَالَ فَبَدَاَ بِعَائِشَةَ. رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا وَعَنْهُمْ (تاریخ الخطیب ج ا ص ۱۶۰)

جب حضرت علیؓ جنگِ نہروان سے فارغ ہوئے تو حضرت ابوقتادہ انصاریؓ اور دیگر ساٹھ یا ستر انصار واپس ہوئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہل کی۔

○ ثَابِتُ بْنُ قَیْسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ (وَھُوَ) ابْنُ الْخَطِیْمِ) شَهِدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُحُدًا. (تاریخ الخطیب ج ا ص ۱۷۵ و اُسد الغابہ ج ا ص ۲۲۸) وَکَانَ لَهٗ بَلَآءٌ مَّعَ عَلِیٍ وَاسْتَعْمَلَهٗ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَی الْمَدَائِنِ (تاریخ الخطیب ج ا ص ۱۷۶)

یہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگِ اُحد میں شریک تھے۔ حضرت علیؓ کے ساتھ ازمائش کے کٹھن وقت میں رہے۔ حضرت علیؓ نے انہیں مدائن کا عامل بنادیا تھا۔

خطیب بغدادی نے لکھا ہے :

حضرت ثابت اپنے گھر واپس آئے تو دیکھا کہ حضرات انصار رضی اللہ عنہم مسجد بنی ظفر میں جمع ہیں۔ یہ حضرت معاویہؓ کے پہلے پہل خلیفہ بنائے جانے کے بعد کی بات ہے۔ یہ حضرات اِس غرض سے جمع ہوئے تھے کہ حضرت معاویہؓ کو اپنے حقوق طلب کرنے کے لیے لکھیں۔ کیونکہ انہوں نے ان کے وظائف دو یا تین سال سے بالکل نہیں دیے تھے۔ حضرت ثابت نے ان حضرات سے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے؟ اُنہوں نے کہا ہم

چاہتے ہیں کہ معاویہ ؓ کو لکھیں۔ یہ فرمانے لگے کہ ایک جماعت کو لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم میں سے ایک آدمی لکھ دے۔ جو کچھ ہونا ہو وہ آپ سب میں سے ایک کے ساتھ ہو یہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ آپ سب کے ساتھ ہو اور آپ سب کے نام ان کے پاس پہنچ جائیں۔ یہ حضرات کہنے لگے تو ایسا شخص کون ہے جو ہمارے لیے اپنے آپ کو پیش کرے۔ ثابت نے فرمایا کہ ''میں''۔ اُنہوں نے کہا پھر آپ جانیں۔ اُنہوں نے لکھا اور اپنا نام پہلے لکھا۔ اُنہوں نے اِس میں متعدد چیزیں لکھیں :

مِنْهَا نُصْرَةُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرُ ذٰلِكَ. وَقَالَ حَبَسْتَ حُقُوْقَنَا وَاعْتَدَيْتَ عَلَيْنَا وَظَلَمْتَنَا وَمَالَنَا اِلَيْكَ ذَنْبٌ اِلَّا نُصْرَتَنَا لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَدِمَ كِتَابُهٗ عَلٰی مُعَاوِيَةَ دَفَعَهٗ اِلٰی يَزِيْدَ فَقَرَأَه' ثُمَّ قَالَ لَهٗ مَاالرَّأْیُ؟ فَقَالَ تَبْعَثُ فَتَصْلُبُهٗ عَلٰی بَابِهٖ فَدَعَا كُبَرَآءَ اَهْلِ الشَّامِ فَاسْتَشَارَهُمْ فَقَالُوْا تَبْعَثُ اِلَيْهِ حَتّٰی تَقْدَمَ بِهٖ هٰهُنَا وَتَقِفَهٗ لِشِيْعَتِكَ وَلِاَشْرَافِ النَّاسِ حَتّٰی يَرَوْهُ ثُمَّ تَصْلُبَهٗ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ غَيْرُ هٰذَا؟ قَالُوْا لَا. فَكَتَبَ اِلَيْهِ قَدْ فَهِمْتُ كِتَابَكَ وَمَا ذَكَرْتَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّهَا كَانَتْ ضَجْرَةً لِّشُغْلِیْ وَمَاكُنْتُ فِيْهِ مِنَ الْفِتْنَةِ الَّتِیْ شَهَرْتَ فِيْهَا نَفْسَكَ فَانْظُرْنِیْ ثَلَاثًا. فَقَدِمَ كِتَابُهٗ عَلٰی ثَابِتٍ فَقَرَأَهٗ عَلٰی قَوْمِهٖ وَصَبَّحَهُمُ الْعَطَاءَ فِی الْيَوْمِ الرَّابِعِ. (تاریخ الخطیب ج۱ ص ۱۷۶)

اِن میں سے ایک بات نبی ﷺ کی نصرت کرنا تھی۔ اور انہوں نے لکھا کہ تم نے ہمارے حقوق روک لیے اور تم نے ہم پر ظلم و زیادتی کی حالانکہ ہمارا صرف یہی قصور ہے کہ ہم نے نبی ﷺ کی نصرت و مدد کی۔ جب ان کی یہ تحریر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے وہ یزید کو پکڑا دی۔ یزید نے اس کو پڑھا پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ یزید نے کہا کہ آپ کچھ فوجی بھیج کر اُن کو اُن کے دروازے پر سولی دیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہل شام کے بڑے لوگوں کو بلوایا اور اُن سے مشورہ کیا۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ آپ اِن کو بلوائیں اور وہ یہاں

آئیں اور آپ ان کو اپنے حمایتیوں اور سرکردہ لوگوں کے سامنے کھڑا کریں تاکہ وہ ان کو دیکھیں پھر آپ اِن کو سولی دے دیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ اس کے علاوہ بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔

پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو جواب لکھا کہ میں نے آپ کی تحریر کو سمجھا اور آپ نے جو نبی ﷺ کا ذکر کیا ہے حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ میں پریشانی میں مشغول تھا اور اس جنگ میں مبتلا تھا جس میں آپ نے اپنے کو خوب مشہور کیا۔ تو مجھے تین دن کی مہلت دیجئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا جواب حضرت ثابتؓ کے پاس آیا تو انہوں نے وہ اپنے ساتھیوں کو پڑھ کر سنایا اور چوتھے دن ان کو وظیفے دے دیے۔

○ اَلْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (تاریخ الخطیب ج ۱ ص ۱۷۷)

○ قَیْسُ بْنُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (تاریخ الخطیب ج۱ص ۱۷۷)

○ عُثْمَانُ بْنُ حُنَیْفٍ (شَهِدَ اُحُدًا وَالْمَشَاهِدَ بَعْدَهَا) رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (اُسد الغابہ ج ۳ ص ۳۷۱) وَكَانَ قَدِ اسْتَعْمَلَ عُمَرُ حُذَیْفَةَ عَلٰی مَاسَقَتْ دَجْلَةُ وَاسْتَعْمَلَ عُثْمَانَ بْنُ حُنَیْفٍ عَلٰی مَا سَقَى الْفُرَاتُ. (تاریخ الخطیب ج ۱ ص ۱۷۹)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اِن اراضی پر عامل بنایا جن کو دجلہ سیراب کرتا تھا اور حضرت عثمان بن حنیف کو اُن اراضی پر عامل بنایا جن کو دریائے فرات سیرات کرتا تھا۔

وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بَعَثَهٗ اِلَى الْعِرَاقِ عَامِلًا وَاَمَرَهٗ بِمَسَاحَةِ سَقْيِ الْفُرَاتِ (تاریخ الخطیب ج ۱ ص ۱۷۹)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اِن کو عامل بنا کر عراق بھیجا اور اِن کو حکم دیا کہ یہ دریائے فرات سے سیراب شدہ اراضی کی پیمائش کریں۔

○ اَبُوْسَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (تاریخ الخطیب ج ا ص ۱۸۰)
رَوٰی عَنْہُ مِنَ الصَّحَابَۃِ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبَّاسٍ وَ وَرَدَ الْمَدَائِنَ فِیْ حَیَاۃِ حُذَیْفَۃَ بْنِ الْیَمَانِ وَ بَعْدَ ذٰلِکَ مَعَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ لَمَّا حَارَبَ الْخَوَارِجَ بِالنَّھْرَوَانِ.

صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے حدیثیں نقل کی ہیں اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی زندگی میں مدائن آئے اور دوسری مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے جب خوارج کے ساتھ ''جنگ نہروان'' ہوئی۔

○ اَبُوْبَرْزَۃَ الْاَسْلَمِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (تاریخ الخطیب ج ا ص ۱۸۲)

○ قُرْظَۃُ بْنُ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ . وَرَدَ الْمَدَائِنَ فِیْ صُحْبَۃِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ لَمَّا سَارَ اِلٰی صِفِّیْنَ وَکَانَ عَلٰی رَأْیَۃِ الْاَنْصَارِ یَوْمَئِذٍ.
(تاریخ الخطیب ج ا ص ۱۸۵)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اُس وقت مدائن میں آئے جب وہ صفین کی طرف چلے اور یہ اُس جنگ میں انصار کے ایک لشکر کے سردار تھے۔

○ نَافِعُ بْنُ عُتْبَۃَ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ ابْنِ اَخِیْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَرَدَ الْمَدَائِنَ فِیْ صُحْبَۃِ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمَّا سَارَ اِلٰی صِفِّیْنَ
(تاریخ الخطیب ج ا ص ۱۸۵) (حذیفۃ و سلمان ص ۱۸۰)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھتیجے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ صفین کے لیے چلے تو یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدائن آئے۔

○ اَبُوْلَیْلٰی الْاَنْصَارِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَالِدُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی وَاسْمُہٗ یَسَارٌ وَفِیْ وُلْدِہٖ جَمَاعَۃٌ یُذْکَرُوْنَ بِالْفِقْہِ وَیُعْرَفُوْنَ بِالْعِلْمِ وَکَانَ اَبُوْ لَیْلٰی خَصِیْصًا بِعَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَسْمُرُ مَعَہٗ

وَمُنْقَطِعًا اِلَیْہِ (تاریخ الخطیب ج ا ص ۱۸۶)

اِن کا نام ''یسار'' ہے، اِن کی اَولاد میں کئی لوگ فقہ میں نیک نام اور علم دین میں مشہور ہوئے..........۔

○ عَدِیُّ بْنُ حَاتِمٍ . قَدِمَ عَدِیٌّ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَزَعَ وِسَادَۃً کَانَتْ تَحْتَہٗ فَاَلْقَاھَا لَہٗ حَتّٰی جَلَسَ عَلَیْھَا وَسَاَلَہٗ عَنْ اَشْیَآءَ فَاَجَابَہٗ عَنْھَا ثُمَّ اَسْلَمَ وَحَسُنَ اِسْلَامُہٗ وَرَجَعَ اِلٰی بِلَادِ قَوْمِہٖ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَارْتَدَّتِ الْعَرَبُ ثَبَتَ عَدِیٌّ وَقَوْمُہٗ عَلَی الْاِسْلَامِ وَجَاءَ بِصَدَقَاتِھِمْ اِلٰی اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ وَحَضَرَ فَتْحَ الْمَدَائِنِ وَشَھِدَ مَعَ عَلِیٍّ اَلْجَمَلَ وَصِفِّیْنَ وَالنَّھْرَوَانَ. (تاریخ الخطیب ج ا ص ۱۸۹)

مَاتَ سَنَۃَ تِسْعٍ وَّتِسْعِیْنَ وَھُوَ ابْنُ عِشْرِیْنَ وَمِأَۃٍ.

عدی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ جب نبی ﷺ نے ان کو دیکھا تو آپ نے اپنی گدی جس پر آپ بیٹھے ہوئے تھے نکال کر اِن کے لیے بچھائی اور اِن کو اِس پر بٹھایا۔ پھر اُنہوں نے نبی ﷺ سے کچھ باتیں پوچھیں جن کا آپ نے جواب دیا۔ پھر یہ مسلمان ہوئے اور سچے پکے ہوئے پھر اپنے وطن واپس ہوئے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور عرب کے بہت سے قبائل مرتد ہو گئے اُس وقت عدی رضی اللہ عنہ اور ان کی قوم اسلام پر ثابت قدم رہی اور انہوں نے اپنی زکوٰۃ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تک پہنچائی۔ مدائن کی فتح میں شریک تھے۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ جمل، جنگ صفین اور جنگ نہروان میں شریک ہوئے۔ انہوں نے ایک سو بیس سال کی عمر میں 99ھ میں وفات پائی۔

○ عُمَرُ بْنُ اَبِیْ سَلَمَۃَ رَبِیْبُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. وَاُمُّہٗ اُمُّ سَلَمَۃَ بِنْتُ اُمَیَّۃَ بْنِ الْمُغِیْرَۃِ الْمَخْزُوْمِیِّ. زَوْجُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . وَرَدَ الْمَدَائِنَ فِيْ صُحْبَةِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ لَمَّا سَارَ اِلٰى صِفِّيْنَ . (تاريخ الخطيب ج ا ص ۱۹۴)

یہ رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں تھے اور ان کی والدہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں جو رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ تھیں۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ صفین کی طرف چلے تو یہ آپ کے ساتھ مدائن پہنچے۔

○ وَائِلُ بْنُ حجْرِ الْكِنْدِيُّ. وَكَانَ مَلِكَ قَوْمِهٖ وَفَدَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْلِمًا فَقَرَّبَهٗ وَاَدْنَاهُ وَبَسَطَ رِدَاءَ هٗ فَاَجْلَسَهٗ عَلَيْهِ. وَرَدَ الْمَدَائِنَ فِيْ صُحْبَةِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ حِيْنَ خَرَجَ اِلٰى صِفِّيْنَ وَكَانَ عَلٰى رَأْيَةِ حَضَرَمَوْتَ يَوْمَئِذٍ. (تاريخ بغداد ج ا ص ۱۹۷)

یہ اپنی قوم کے بادشاہ تھے۔ مسلمان ہو کر نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے اِن کو اپنے قریب کیا اور اِن کے لیے اپنی چادر بچھائی اور اِن کو اُس پر بٹھایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب صفین کی طرف نکلے تو یہ اِن کی معیت میں مدائن آئے اور اُس وقت یہ حضرموت کے لشکر کے سردار تھے۔

○ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ رَافِعِ الْمَدَنِيُّ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

○ اَبُو الطُّفَيْلِ عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.وَرَدَ الْمَدَائِنَ فِيْ حَيَاةِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَبَعْدَ ذٰلِكَ فِيْ صُحْبَةِ عَلِّيِ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَعَادَ اِلٰى مَكَّةَ وَاَقَامَ بِهَا حَتّٰى مَاتَ وَهُوَ اٰخِرٌ مَّنْ تُوُفِّيَ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ . (تاريخ الخطيب ج ا ص ۱۹۸)

یہ پہلے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی زندگی میں مدائن آئے پھر دوسری مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معیت میں آئے۔ اس کے بعد یہ مکہ مکرمہ لوٹ آئے اور اپنی وفات تک وہیں رہتے رہے۔ صحابہؓ میں سے یہ وہ ہیں جن کی وفات سب کے آخر میں ہوئی۔

○ اَبُوْ جُحَیْفَةَ السَّوَائِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاسْمُہٗ وَھَبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ حِیْنَ فَرَغْنَا مِنَ الْحَرُوْرِیَّةِ .(تاریخ بغداد للخطیب ۱/ ۱۹۹)

○ سُلَیْمَانُ بْنُ صُرَدَ الْخَزَاعِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَرَدَ الْمَدَائِنَ وَ بَغْدَادَ وَحَضَرَ صِفِّیْنَ مَعَ عَلِیٍّ وَ قُتِلَ یَوْمَ عَیْنِ الْوَرْدَةِ بِالْجَزِیْرَةِ.(تاریخ الخطیب ج ۱ ص ۲۰۱)

یہ مدائن اور بغداد میں آئے ۔ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہوئے۔مقام جزیرہ میں عین وَردہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔

○ یَزِیْدُ بْنُ نُوَیْرَةَ وَرَدَ الْمَدَائِنَ وَقُتِلَ مَعَ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ یَوْمَ النَّھْرَوَانِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا. وَکَانَتْ لَہٗ سَابِقَةٌ مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ . شَھِدَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ مَرَّتَیْنِ (تاریخ بغداد للخطیب۱ /۲۰۳ و ۲۰۴)

مدائن آئے اور جنگ نہروان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے............رسول اللہ ﷺ نے دومرتبہ اِن کو جنت کی بشارت دی۔

○ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ بُدَیْلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَمُحَمَّدُ بْنُ بُدَیْلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَلْخُزَاعِیَانِ. وَرَدَا فِیْ عَسْکَرِ عَلِیٍّ حِیْنَ سَارَ اِلٰی صِفِّیْنَ. وَھُمَا رَسُوْلَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی اَھْلِ الْیَمَنِ وَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَتَبَ اِلٰی اَبِیْھِمَا بُدَیْلِ بْنِ وَرْقَاءَ.(تاریخ الخطیب۱/ ۲۰۴)

یہ دونوں خزاعی ہیں اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ صفین کی طرف چلے تو یہ آپ کے ساتھ شریک ہوئے۔رسول اللہ ﷺ نے اِن دونوں کو اہلِ یمن کی طرف اپنا قاصد بنا کر بھیجا تھا۔نبی ﷺ نے اِن کے والد بدیل بن ورقاء کو اپنی ایک تحریر بھی بھیجی تھی۔

○ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا. (تاریخ الخطیب ج ۱ ص ۲۰۵)

اِن ہی کی شہادت کی وجہ سے نہروان میں جنگ ہوئی اور خوارج مارے گئے۔

○ اَلْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرِمَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ. (تاریخ بغداد للخطیب ۱/ ۲۰۸)

○ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یَزِیْدَ الْخَطْمِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (الاستیعاب ۱ / ۳۸۷)

○ حَکِیْمُ بْنُ جَبْلَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ . (الاستیعاب ج ۱ ص ۱۲۱)

وَکَانَ فِیْ غَزَاةِ سِنْد .

○ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَتِیْكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (الاستیعاب ج۱ ص ۳۷۷)

○ بَشِیْرُ بْنُ اَبِیْ زَیْدٍ وَ وِدَاعَةُ بْنُ اَبِیْ زَیْدٍ الْاَنْصَارِیَّانِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا مَعَ عَلِیٍّ فِیْ صِفِّیْنَ . (الاستیعاب ج۱ ص ۶۳)

○ بَشِیْرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ مِحْصَنٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قُتِلَ بِصِفِّیْنَ مَعَ عَلِیٍّ (الاستیعاب ج ۱ ص ۶۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں شریک اور شہید ہوئے۔

○ ثَابِتُ بْنُ قَیْسِ بْنِ الْخَطِیْمِ الْاَنْصَارِیُّ الْاَوْسِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَعَ عَلِیٍّ فِی الْجَمَلِ وَ صِفِّیْنَ . (اُسد الغابہ ج ۱ ص ۲۲۸)

''جنگِ جمل اور جنگِ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے''۔

○ اَلْمُغِیْرَةُ بْنُ نَوْفَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَعَ عَلِیٍّ (اُسد الغابہ ۴ / ۴۰۸)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔

○ جَرِیْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الْبُجَلِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ .(الاخبار الطوال ص ۲۹۶) وبیعتہ (ابن خلدون ص ۱۵۰)

○ حَنْظَلَةُ بْنُ النُّعْمَانِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ (اُسْدُ الْغَابَہ ج ۲ ص ۶۱)